بقول صاحب تاریخ دعوت وعزیمت ــــ " ان کے انقلاب انگیز مواعظ اور مجالس نے سارے بغداد کو زیر و زبر کر رکھا تھا۔ ایک ایک لاکھ آدمی ایک ایک وعظ میں شمار کئے گئے ہیں، تاثیر کا یہ عالم کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے غلبہ حال میں گریبان پھاڑتے اور لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں ایک اندازہ کے مطابق بیس ہزار یہودی عیسائی ان کی مجالس و مواعظ کی تاثیر سے مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی ــــ "

ان بزرگوں کے ہاں حرارتِ قلبی کی وہ طاقت تھی جس کے انفاس سے بڑے بڑے سورماؤں کے زنگ آلود دل پگھل جاتے ۔ عہدِ سعادت کے ان بے تاج بادشاہوں کو فقر اور بے نیازی کی وہ دولت ملی تھی جس کا اندازہ بیسویں صدی کے مادیت زدہ دل و دماغ اپنی ایٹمی طاقت بدنی توانائی اور مشینی قوت سے نہیں لگا سکتے ۔ اس مادہ پرست اور معدہ نواز دور کی سب سے نایاب جنس یہی سوز و ساز ۔ رقت و گداز اور محبت پاکیزہ ہے ۔ اور بقول اقبالؒ اب تو یہ حالت ہے کہ ؎

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے
وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے

بقیہ اخبار و عبر منانے کی تیاری شروع کی ہے۔

تجدد پسند ترک لیڈروں نے تو بہت چاہا کہ اسلام اور اس کے تعلقات سے اپنا پیچھا چھڑا لیں لیکن اسلام اور اسلامیات خود ہی آسانی سے پیچھا چھوڑنے والے نہیں اور کسی فلسفی، مہندس، شاعر، مؤرخ و ادیب کی علمی یادگاروں کی تو خیر لیکن دینی شخصیتوں اور مذہبیات کی یادگاروں کے منانے میں تو یقیناً فخر ملت اور ہمارے سابق ہم وطن ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی بھی سعی و تحریک کو بڑا دخل ہوگا۔ اختیاری ہجرت کی سعادت صحیح معنوں میں جنہیں حاصل ہوئی وہ نادراً ہی کسی کے نصیب میں آتی ہے۔ اس خوش نصیبی پر وہ اپنے ہمہ وقتی قلمی اور لسانی جہاد سے برابر اضافہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (صدقِ جدید ۔ مولانا عبدالماجد دریابادی۔)